روبینہ کوثر
لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین فیصل آباد
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

حجاب امتیاز علی تاج: ''پاگل خانہ'' کا کرداری مطالعہ

Characterization has its special worth in all the basic characteristics of a novel. Its significance is no way lesser than the plot or story. Because it is the basic ingredient of a novel. Imtiaz Ali Taj's novel "Pagal Khana" has unique plot and every character individuality in themselves carries. Hijab successfully accomplishes this novel and fulfills all the aesthetic demands of it. The style used in "Pagal Khana" is informatics as well as interesting. We get the awareness of various issues discussed through the characters of this novel. All the novels written by hijab are the true representation of his serious thoughts.

ناول کے بنیادی اجزائے ترکیبی میں کردار نگاری اہم حیثیت رکھتی ہے۔ کردار نگاری کی اہمیت پلاٹ، یا قصہ پن سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ناول کا بنیادی جز ہے۔ ناول کے ابتدائی دور میں کردار کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور پلاٹ کو ثانوی تاہم کردار نگاری احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔ ڈاکٹر احسن فاروقی کردار نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''کسی ناول کا عمدہ کردار ناول پڑھنے والے کی زندگی پر اس طرح حاوی ہو جاتا ہے۔
> جس طرح کوئی زندہ آدمی عموماً ناول کے واقعات فراموش ہو جاتے ہیں مگر ان کے عمدہ
> کردار کی یاد ہمیشہ قائم رہتی ہے۔''(۱)

ناول میں عموماً دو طرح کے کردار ملتے ہیں۔ ایک قسم جامد اور دوسرے متحرک، پہلی قسم کے کردار کسی خاص خیال کے تحت بنائے جاتے ہیں۔ ان میں کسی خاص صفت پر زور دیا جاتا ہے۔ ایسے کردار زیادہ متاثر نہیں کرتے۔ لیکن ناول کی کامیابی کا راز متحرک کرداروں پر ہے۔ ڈاکٹر محمد یٰسین کرداروں کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''ناول کے ڈھانچہ میں کہانی اور واقعات کی دلچسپی اپنی جگہ مسلم لیکن حقیقت یہ ہے کہ کردار یار جال کے افسانہ کے ذریعے ہی مصنف زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے اور خود فلسفہ حیات کا اظہار بھی بہت حد تک کرداروں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔''(۲)

جب کرداروں میں خوبیاں اور ناکامیاں دونوں موجود ہوتی ہیں تو یہ کردار فطری اور ہماری دنیا سے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کردار وقت کے تقاضوں اور ضروریات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کردار نگاری کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ناول نگار انہیں آزادانہ کام کرنے کا موقع دے اور اپنے کرداروں کو کہیں کٹھ پتلیاں نہ بنائے۔ تاکہ وہ حقیقی انسانوں کی طرح آزادی سے اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عمل کرے اور ناول کو بھی دلچسپ بنانے میں اہم کردار ادا کریں۔ رابرٹ لڈل کردار کی تخلیق کے سلسلے میں کہتے ہیں:

"Charactor is the creation of the reader, not of the novelist." (3)

ناول نگار کو کرداروں کی چھوٹی چھوٹی خصوصیات کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ ناول نگار کا مشاہدہ جتنا گہرا ہوگا۔ ناول بھی اتنا ہی اچھا ہوگا ناول نگار جتنا کرداروں کی گہرائیوں کو بیان کرے گا ناول بھی اتنا ہی کامیاب ہوگا۔ جدید ناول نگاری کا دور تجرباتی دور ہے اور اس کا اثر کردار نگاری پر بھی پڑا ہے۔ آج کے ناول سیدھے سادھے انداز میں معاشرہ کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ ان میں ابہام، پیچیدگی، بے راہ روی، ذہنی انتشار جو موجودہ دور کی نفسیاتی الجھنیں ہیں ان کو بیان کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ناول کا پلاٹ منفرد اور ہر کردار اپنے اندر ایک انفرادیت رکھے ہوئے ہیں۔ ناول کی کہانی اپنی تمام تر جزئیات سمیت معاشرے کے ایک ایسے طبقے کی نشاندہی کرتی ہے جن کو انسانی زندگی کی تمام سہولتیں میسر ہیں لیکن ان کی زندگی پھر بھی سکون سے خالی ہے۔ ناول میں واضح طور پر کہیں بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کس ملک کا قصہ ہے۔ لیکن اس میں درپیش مسائل ہر ملک اور ہر خطہ کے لوگوں کو یکساں طور پر سامنا کرنا پڑ رہے ہیں۔ مصنفہ نے جس طرح عالمگیر مسائل کو سمجھا، دیکھا اور پھر ناول میں بیان کیا یہ ان کی فنی مہارتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ناول کا پلاٹ اپنے اندر ایک دنیا سمیٹے ہوئے ہے۔ مصنفہ نے ناول لکھتے ہوئے منظر نگاری کے فن کو بھی خوب نبھایا ہے۔ ناول پڑھتے ہوئے منظر ایسے ہی قاری کے سامنے گزرتے ہیں جیسے وہ کوئی فلم دیکھ رہا ہو جیسے:

''۱۹۴۵ء کے درمیانی اگست کی ایک صبح جب اس شہر میں سوائے آسمان کے ہر چیز تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ ایک نوجوان زخمی مریضہ کو گاڑی میں ڈال کر شہر کے وسط میں سے گزارا جا رہا تھا کہ اس کی نظر شہر کی تباہ شدہ حالت پر پڑی۔ اس سے پہلے جب اسے ان راستوں سے گزارا گیا تو وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ وہ اپنے شہر کی تباہ حالی کو نہ دیکھ سکی، لیکن اب شہر کا شہر تہ و بالا ہو گیا تھا۔ کل کی فلک شگاف عمارتیں آج زمین بوس

ہو چکی تھی۔ اینٹیں، پتھر، راستوں میں بکھرے پڑے تھے۔ گاڑیوں کے ڈھانچوں کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے تھے۔ ہسپتالوں، سینما گھر، عجائب گھر، بینک کی عمارتیں، تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ وہ اپنے آپ سے سوال کرتی ہیں کہ آخر یہ کیا ہو گیا۔ اسے ہسپتال میں بھی ان حالات کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا۔ وہ مجبور و لاچار ہو کر رونے لگی۔''(۴)

یہ ناول پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تاب کاری کے اثرات، مضر دھواں، بھاپیں، کیمیائی کھادوں کا استعمال اور ان سے پیدا ہونے والی غذائیں جو انسانی صحت کے لیے کس قدر نقصان دہ ہیں ان تمام مسائل کی عکاسی کرتا ہے۔ اور ان مسائل کا شکار معاشرے کا ہر طبقہ اور ہر فکر کا انسان ہے۔ یہ مسائل کسی ایک خطہ یا کسی ایک ملک کے نہیں بلکہ عالمگیر ہیں۔ ان عالمگیر مسائل کو بیان کرتے ہوئے حجاب کا قلم کہیں بھی ڈگمگاتا نہیں ہے۔ بلکہ ان کے اسلوب نگارش کی رنگینیاں ناول میں جا بجا ملتی ہیں۔ حجاب فن کے جمالیاتی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ناول کو مکمل کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہیں۔ ''پاگل خانہ'' کیمناظر اپنے اندر مکمل حقیقت نگاری کا رنگ لیے ہوئے ہیں اور کرداروں کے منہ سے ادا ہونے والے مکالمے عین کرداروں کے مطابق ہیں۔ بلاشبہ یہ مکالمے عام انسانوں کی سوجھ بوجھ اور ذہنی سطح کے عین مطابق ہے۔ ناول میں کہیں بھی پھیکا پن نہیں ہے۔ حجاب کے ناول کا اسلوب دلکش، معلوماتی اور دلچسپی لیے ہوئے ہے۔

پاکستان میں اردو ناولوں میں یہ ایسا ناول ہے جو اپنے اندر سائنس فکشن کو سمیٹے ہوئے ہے۔ بلاشبہ یہ سماجی، معاشی اور سائنسی مسائل کی خوب عکاسی کرتا ہے۔ مصنفہ نے بلاشبہ ان سماجی و معاشی مسائل کی تصویر کشی کرتے ہوئے ناول کے کینوس میں مختلف رنگوں کو بھرا ہے۔ انہوں نے ناول میں عالمگیر مسائل کی خوب فن کاری سے عکاسی کی ہے۔ امن کا خواہاں ہر ملک کا باشندہ ہے۔ دہشت گردی کا شکار ہر وطن کا شہری ہے۔ فضائی آلودگی ہر خطے کو اپنی لپیٹ میں لپیٹے ہوئے ہے۔ لوٹ مار کا بازار ہر جگہ گرم ہے۔ کیمیائی گیس ہر جاندار کو اپنا شکار کر رہی ہیں۔ یہ وہ ناہمواریاں ہیں جن کو مصنفہ نے ناول کے پلاٹ میں خوبصورت قصہ میں خوب پرویا ہے۔ جو کہ ان کی فنی صلاحیتوں ہی نہیں بلکہ معلوماتی مطالعہ کا گہرا ثبوت ہے۔ ان کے اسلوب کا کمال ہے کہ ناول کہیں بھی معلوماتی قصہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ واقعہ نگاری میں حقیقت ہر جگہ موجود ہے۔ ڈاکٹر غفور شاہ قاسم ناول پاگل خانہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ ناول سائنسی فینٹسی (Fantasy) ہے۔ اس ناول میں انہوں نے ایٹم اور نیوٹران بم کی تباہ کاریوں پر بحث کی ہے۔ یہ ایک علامتی، انتباہی اور مزاحمتی ناول ہے جس میں سائنس کی تخریب کاروں کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔''(۵)

حجاب کو اپنا یہ ناول بے حد پسند تھا۔ حجاب مرزا اطہر بیگ کو ایک مکتوب میں لکھتی ہیں:

''مجھے اپنی کتابوں میں جو سولہ سترہ کے قریب ہیں دو بہت پسند ہیں۔ پاگل خانہ اور ظالم محبت''(۶)

حجاب کا یہ ناول ان کی جنگ سے نفرت اور امن سے محبت کا عکاس ہے۔ یہ ناول لکھنے کے لیے انہیں بہت زیادہ مطالعہ کرنا پڑا

اور بہت ساری مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ لکھتی ہیں:

''پاگل خانہ کا مرکزی خیال سائنس کے گرد بنا گیا ہے۔ اس کے باوجود میں نے کہانی کا عنصر ناول میں برقرار رکھا ہے۔ میں نے اس ناول پر بڑی محنت کی ہے۔ کیونکہ سائنس میرا موضوع نہیں ہے اور اس لیے مجھے بہت پڑھنا پڑا بلکہ میں نے اس سلسلے میں انجیل، توریت، زبور اور قرآن پاک کا بھی مطالعہ کیا۔ دراصل میرے ذہن میں یہ تاویل تھی کہ موجودہ دور کا تناؤ سائنسی ترقی کا نتیجہ ہے۔ ''پاگل خانہ'' میں نے محبت اور محنت سے لکھا۔ جن دنوں یہ زیر تصنیف تھا میں دن میں آٹھ آٹھ گھنٹے کام کرتی تھی۔ یعنی صبح نو بجے سے شام کے چار بجے تک مسلسل کھانا کھائے بغیر۔''(۷)

حجاب کے اس ناول میں موضوعات اعتبار سے ایک واضح تبدیلی ملتی ہے۔ رومانیت جوان کا مخصوص اور پسندیدہ موضوع ہے۔ اس سے ہٹ کر انہوں نے اسے لکھا۔ انہوں نے حقیقت اور خواب کا حسین امتزاج اس ناول میں پیش کیا۔ ڈاکٹر سید جاوید اختر ناول ''پاگل خانہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حجاب امتیاز علی نے اپنے ناولوں کے انوکھے موضوع منتخب کیے ہیں۔ ''ظالم محبت'' کا موضوع دو دوستوں کی اتھاہ محبت ہے۔ ''اندھیرا خواب'' ایک ذاتی کشمکش کا اظہار یہ ہے اور ''پاگل خانہ'' سائنس کے ہاتھوں اس دنیا کی تباہی و بربادی کا مرثیہ ہے۔ اگرچہ حجاب امتیاز علی نے اپنے طویل ادبی زندگی میں دوسرے مصنّفین کے مقابلے میں بہت کم ناول لکھے ہیں، لیکن انہوں نے اپنی انفرادیت اور علیحدہ شناخت کو بہر حال برقرار رکھا ہے۔''(۸)

کسی بھی ناول کی کامیابی کے لیے کردار نگاری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کرداروں کی اہمیت کا اندازہ ڈاکٹر روبینہ ترین کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔

''کہانی ابتدا سے ہی عورت اور مرد، دو کرداروں کے گرد بنتی گئی ایک مدت تک کہانی داستانوں کی رومانوی، رنگین اور خیالی دنیا کی اسیر رہی اور پھر انسان کی ازلی یاداشت کی بازگشت کے طور پر با انداز دیگر زمین پر واپسی آ گئی۔ یہی ماجرا اردو کہانی کے ساتھ رہا۔ (۹)''

حجاب امتیاز علی تاج کے ناول ''پاگل خانہ'' میں بھی مرد و عورت دونوں طرح کے کردار ملتے ہیں۔ ناول کے کردار جاندار اور متحرک ہیں۔ جو اپنی اپنی سوچ کا اظہار کر کے کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ناول کے ان کرداروں کے ذریعے ہی مختلف مسائل سے آگاہی

ہوتی ہے اور اکثر مصنّفین اپنی سوچوں اور جذبات کا اظہار ان کرداروں کے ذریعے کرتے ہیں۔ سید احتشام حسین لکھتے ہیں:

''افسانہ نگار کردار کے خیالوں کے ساتھ ماضی، حال اور مستقبل سب کی سیر کراتا ہے
اور اس کی بہت سی خصوصیات کو اس طرح نمایاں کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جس تک
پڑھنے والوں کو لے جانا چاہتا ہے یا جس مقصد کو پیش کرنا ہے مدِنظر ہے اس میں مدد
ملے۔''(۱۰)

بعض مصنّفین کے کردار ان کے ذہنی وفکری ردِعمل کی عکاسی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور پھر یہ کردار کہانی کو مقبول بھی بناتے ہیں۔ ناول ''پاگل خانہ'' کے کردار بھی اسے کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ناول کا سب سے اہم کردار روحی کا کردار ہے۔ جو کہ ایک مصنفہ ہے اور معاشرہ میں عام لوگوں سے زیادہ حساس طبیعت کی مالک ہے۔ روحی جب اپنے اردگرد کے ماحول میں فسادات، قتل وغارت، دہشت گردی، لوٹ مار وغیرہ جیسے واقعات کو دیکھتی ہے اور کسی ایسے ماحول میں جانا چاہتی ہے جو پرامن ہو۔

روحی کا کردار جاندار کردار ہے جو پورے ناول میں حاوی ہے۔ روحی ایک نڈر لڑکی ہے جو کہ ہر قسم کے حالات کو بہادری کے ساتھ سامنا کرتی ہے۔ کیونکہ وہ ایک مصنفہ ہے۔ اس لیے معاشرے کے مسائل کو وہ زیادہ حساس ہو کر دیکھتی ہے۔ روحی کے کردار کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ حجاب نے ہوسکتا ہے اپنے آپ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کردار کو تخلیق کیا ہو کیونکہ بذات خود وہ ایک مصنفہ ہے اور انہوں نے ان مسائل کو اتنی شدت سے محسوس کیا تو ناول کا پلاٹ لکھا۔ دوسرا انہوں نے ناول میں بتایا کہ روحی کو ایک بار نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ساحلِ الماس پر چلی گئی تھی اور وہاں کئی سوچوں کا شکار نظر آتی ہے۔ ذہنی اضطراب کا شکار نظر آتی ہے۔ جبکہ یہی حقیقت حجاب امتیاز علی تاج کی بھی ہے کہ انہیں اپنی زندگی میں نروس بریک ڈاؤن ہوگیا تھا۔ روحی کے کردار کو حجاب نے ساری دنیا میں برطانوی سلطنت کی پہلی مسلم ہواباز خاتون کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ اب اگر حجاب کی زندگی کو دیکھا جائے تو انہوں نے خود برصغیر پاک وہند کی پہلی ہواباز خاتون ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ واقعات دراصل اس کردار کے اندر حجاب کی اپنی زندگی ہی کا عکس نمایاں کرتے ہیں۔ حجاب روحی کے کردار کو یوں بیان کرتی ہے:

''میں ایک افسانہ نویس ہوں۔ میرا کسی سیاسی مذہبی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں
صرف وجہ جاننا چاہتی ہوں کہ تمہارا مقصد سیاسی ہے یا ذاتی۔ میں کوئی صاحب اقتدار
نہیں ہوں۔ نہ میری کوئی حیثیت ہے کہ تمھارے خلاف کوئی کارروائی کروں۔ میں
تمھیں پکڑنا بھی چاہوں تو نہیں پکڑ سکتی کیونکہ میں خود پکڑی گئی ہوں۔''(۱۱)

روحی کا کردار ایک ایسا کردار ہے جو بیک وقت کئی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ روحی افسانہ نویس بھی ہے اور شاعرہ بھی، زندگی کے سماجی مسائل سے متعلقہ اس کا علم وسیع ہے۔ حجاب نے اسی کردار کے عکس میں اپنی بے پناہ معلومات کو ناول کے کینوس میں پرویا ہے۔ روحی بیک وقت کئی سوچوں کا شکار نظر آتی ہے۔ مذہب کے ساتھ اس کا گہرا لگاؤ ہے۔ یہ لگاؤ مزید بڑھ جاتا ہے جب اسے نروس بریک ڈاؤن ہوتا

ہے۔ناول کا دوسرا اہم کردار ڈاکٹر گار کا ہے۔ڈاکٹر گار طب کے ڈاکٹر ہیں جو مختلف ممالک میں کانفرنسوں کے سلسلہ میں جاتے ہیں روحی کے اس سفر میں ڈاکٹر گار اس کے ساتھ شامل ہیں۔ڈاکٹر گار کا کردار ناول میں وقتاً فوقتاً دلچسپی پیدا کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ ایک شوخ اور زندہ دل انسان ہیں۔روحی اور شوشوئی جب حالات سے دلبرداشتہ ہو جاتی ہیں اور امید ہارنے لگتی ہیں۔ڈاکٹر گار انہیں زندگی کی امید دلاتا ہے۔ گویا ڈاکٹر گار ایک پُر امید انسان ہے۔حالات چاہے کتنے ہی تاریک اور ناہموار ہی کیوں نہ ہو جائیں ڈاکٹر گار باہمت رہتے ہوئے ان حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔ڈاکٹر گار کھانے پینے کا شوقین ہے۔مرغن غذائیں اس کی پسندیدہ ہیں۔جس جگہ یہ چیزیں اسے میسر ہوں اس کی چونچالی میں اضافہ ہو جاتا ہے،لیکن وہ ایک ایشیائی مرد ہے اس لیے امور خانہ داری سے مکمل طور پر ناواقف۔ڈاکٹر گار جب روحی کو ناخوش پاتا ہے تو اس کے مزاج کو بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔ایک جگہ کہتا ہے۔روحیا پیاری! جی چاہتا ہے کچھ کہکشائی تارے اور کچھ گلستانی پھول خو شبو کی طشتری میں لگا اور سجا کر تمھارے آگے پیش کروں۔ناول میں ایسے مکالمے حجاب کے مخصوص رومانوی طرز کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ڈاکٹر گار کیونکہ طب کا ڈاکٹر ہے اس لیے اس میدان کی معلومات میں وہ کافی ذہانت رکھتا ہے اور ناول کے دوسرے کرداروں کو ان سے آگاہ کرتا ہے۔ناول ''پاگل خانہ'' کا تیسرا اہم کردار شوشوئی کا کردار ہے۔شوشوئی روحی کی بچپن کی دوست ہے۔روحی اور شوشوئی ہر سال گرمیوں کی چھٹیاں اکھٹے ایک ساتھ سمر کیمپ میں گزارا کرتی تھیں۔اب جب کبھی زندگی میں فرصت ملتی ہے تو شوشوئی گرمیوں کی چھٹیاں روحی کے ساتھ ہی گزارتی ہے۔روحی کے اس سفر میں جو وہ امن کی خاطر اپنے وطن سے دیگر ممالک کی طرف کرتی ہے۔شوشوئی ساتھ ہوتی ہے۔شوشوئی فلسفہ کی طالب علم رہ چکی ہے۔اور ناول میں اکثر روحی کے ساتھ فلسفیانہ بحث وتکرار کرتی ہے۔شوشوئی صفدر نامی شخص کی محبت میں مبتلا رہی ہے۔لیکن اس کی بے وفائی نے اس کے دماغ پر گہرا نفسیاتی اثر چھوڑا ہے۔یہ نفسیاتی اثر ناول میں بہت سی جگہوں پر بہت گہرا معلوم ہوتا ہے۔اور اکثر دوسرے اشخاص پر اسے صفدر کا گماں ہوتا ہے۔ان کا جہاز جب ہائی جیکر اغوا کر لیتے ہیں تو شوشوئی ایک شخص پر جو ہائی جیکر ہے اس کو صفدر سمجھ لیتی ہے۔

شدتِ جذبات سے شوشوئی ہانپ رہی تھی۔روحی کو اس پر رحم آ گیا۔ڈاکٹر گار نے بھی پیار سے اس کے شانے تھپائے اور بولا۔ اب کسی مزید مغالطے میں نہ پڑنا شوشوئی پیاری۔پہلے ہی تم بہت دُکھی ہو۔کہنے لگی وہ اب تجدید محبت چاہتا ہے۔وہ مجھے اس بھیڑ میں مل گیا۔ ڈاکٹر گار بولا۔اب ایک نئی مصیبت نہ کھڑی کر لینا۔کہاں کا صفدر؟ کیسا صفدر؟ وہ یہاں کہاں؟ وہ پیرس میں ہے۔دہ ہفتے ہوئے فرانس سے اس کا خط آیا تھا۔شوشوئی ناول میں مختلف جگہوں پر فلسفہ کے متعلق بحث کرتی ہے۔وہ بتاتی ہے کہ سقراط کو فلسفے میں اخلاقیات کا مضمون پسند تھا۔چنانچہ میرا خیال ہے کہ جب تک زمین اپنے مدار میں ٹکی رہے انسان کے کردار اور اخلاق کو بھی اپنے فلسفے کے مدار ہی میں رہنا چاہیے تا کہ دُنیا کے ختم ہونے سے بہت پہلے آدمی اپنی نسل کو ختم نہ کر دے۔وہ بتاتی ہے کہ کیونکہ صفدر کا تعلق یونان سے تھا۔میں نے فلسفے کے مضمون کو اس لیے پسند کیا کہ فلسفہ کے سمندر یونان سے اُبلے ہیں۔روحی کہتی ہے کہ میں تو صفدر کو پاکستانی سمجھتی رہی وہ لگتا بھی ایسا ہی تھا۔وہ روحی کو بتاتی ہے کہ تم بھی ٹھیک کہتی ہے وہ لگتا بھی ایسا ہی ہے مگر نسبتاً یونانی ہے۔کیونکہ اس کی ماں یونانی تھی اور شوشوئی سمجھتی ہے کہ نسل ماں سے چلتی ہے۔کیونکہ ماں نو ماہ تک اپنا خونِ جگر پلا پلا کر اپنے شکم میں اس کی نشو ونما کرتی ہے اور پھر انتہائی کرب وتکلیف برداشت کر کے اپنی

جان پر کھیل کر اُسے جنم دیتی ہے۔اس سارے عمل میں باپ کا عمل دخل برائے نام ہی رہ جاتا ہے۔قانوناًباپ روٹی مہیا کرتا ہے۔ پھر باپ کا وجود اور اس کا حق برائے نام ہی رہ جاتا ہے۔شوشوئی اپنا فلسفہ بیان کرتی ہے۔عمومی طور پر یہ بات مشہور ہے کہ نسل مرد سے چلتی ہے۔ حالانکہ نسل ماں سے چلتی ہے۔اس سلسلہ میں دنیا کا قانون سخت غیر قانونی ہے۔اس طرح معاشرہ میں پھیلی ہوئی جب وبائی امراض کی بات ہوتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ یہ ایک زہریلی وباء بے وفائی کی بھی ہے۔ بے وفائیاں بھی بڑھ گیئں ہیں۔ان بے وفائیوں کا ذکر وہ صفدر کی وجہ سے کرتی ہے۔

بعض اوقات ناول کے تینوں کردار ایک دوسرے سے الگ تھلگ اپنی اپنی سوچوں میں گم نظر آتے ہیں۔ناول کا پورا ماحول ایسا ہے۔جس میں یہ تینوں کردار کسی بھی خطہ میں جاتے ہیں ایک سے بڑھ کر ایک خطرناک اور عجیب وغریب واقعات سے دوچار ہوتے ہیں۔ جن سے ان کی دماغی نسیں پھٹنی شروع ہوجاتی ہیں اور روحی اپنے آپ کو قصوروار سمجھتی ہے کہ اس کی وجہ سے دوسرے بھی ان حالات کا شکار ہوئے۔ان تین مرکزی کرداروں کے علاوہ ناول میں کئی ضمنی کردار ہیں جیسے صحافی کا کردار، بڑھیا کا کردار، ایک بادشاہ کا کردار ایک رقاصہ کا کردار، ایک شاعر کا کردار، ایک نوجوان کا کردار لیکن مصنفہ نے ان کرداروں کو کہیں بھی نام دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یہ کردار ناول میں کچھ دیر کے لئے آتے ہیں اور اپنے حصہ کا کردار ادا کر کے ہمیشہ کے لئے غائب ہوجاتے ہیں۔ناول کے تین ہی اہم کردار ہیں جو ناول کے آغاز سے لے کر آخر تک کہانی کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

حجاب امتیاز علی سماجی شعور رکھنے والی مصنفہ ہے اور اس کا مشاہدہ حقیقی زندگی کے متعلق بہت گہرا ہے۔اس لیے ان کے ہاں افسانوی قصہ کم اور حقیقی بات زیادہ ہے۔ان کے ناول سنجیدہ طرزِ فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ان کا ناول ''پاگل خانہ'' بلاشبہ سائنس فکشن کی ابتدائی کوششوں میں سے ایک ہے۔حجاب امتیاز علی کو اس ناول پر ''آدم جی'' ایوارڈ سے نوازا گیا۔اردو ادب میں بہت سے موضوعات پر مصنفین نے لکھا لیکن ایسے موضوع پر حجاب امتیاز علی نے پہلی بار لکھا۔ان کے ہاں جو مخصوص طرزِ رومانیت جوان کے قصوں کی جان ہوتا تھا۔امتیاز علی تاج کے قتل کے بعد حجاب نے سنجیدہ موضوعات پر لکھا جیسے بڑھاپا، موت، ایٹمی جنگ، تابکاری کے مضر اثرات، دہشت گردی، قتل وغارت، فضائی آلودگی وغیرہ شامل ہے اور ناول ''پاگل خانہ'' اس کی قابلِ ذکر مثال ہے۔

حوالہ جات

۱ ۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے، لاہور: درداکادمی، ۱۹۴۸، ص ۱۲۸

۲ ۔ محمد یٰسین، ڈاکٹر، ناول کا فن اور نظریہ، پٹنہ: خدا بخش اورینٹل لائبریری، ۲۰۰۶ء ص ۱۳

3- Robort Ludel: Aitory Tise on the Novel, London: Jouthan Cap, P: 26

۴ ۔ حجاب امتیاز علی، پاگل خانہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ص ۲۵۶

۵ ۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، حجاب امتیاز علی تاج: شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۰ء، ص ۱۲۰

۶ ۔ حجاب امتیاز علی تاج، مکتوب بنام مرزا حامد بیگ، بکاولی، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۳ء، ص ۱۸۲

۷ ۔ حجاب امتیاز علی، تصویرِ بتاں، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ص ۱۹۶

۸ ۔ جاوید اختر، سید، ڈاکٹر، ناول نگار(خواتین ترقی پسند تحریک سے دورِ حاضر تک) لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۸

۹ ۔ روبینہ ترین، ڈاکٹر، (مقدمہ) اردو ناول میں تانیثیت، ڈاکٹر عقیلہ جاوید، ملتان: شعبہ اردو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ۲۰۰۵ء، ص ۱۱

۱۰۔ احتشام حسین، سید، روایات اور بغاوت، لکھنؤ، ادارہ فروغ اردو ۱۹۵۶ء، طبع دوم، ص ۱۳۱

۱۱۔ حجاب امتیاز علی، پاگل خانہ، ص ۸۱